قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (اٰل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر۔ابو سعید

Online Edition

منگل 31 دسمبر 2019ء   4 جمادی الاوّل 1441 ہجری قمری   جلد نمبر: 1   شمارہ: 16

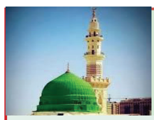

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

مال کی آزمائش

حضرت کعب بن ایاضؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ہر امت کی ایک آزمائش ہوتی ہے اور میری امت کی آزمائش مال کے ذریعے ہو گی۔

(ترمذی کتاب الزھد)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

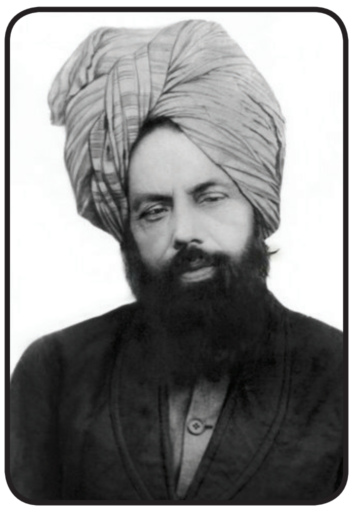

دعا کی اصل حقیقت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''سیّد صاحب کا یہ مذہب ہے کہ دعا ذریعہ حصولِ مقصود نہیں ہو سکتی اور نہ تحصیل مقاصد کے لئے اس کا کچھ اثر ہے اور اگر دعا کرنے سے کسی داعی کا فقط یہی مقصد ہو کہ بذریعہ دعا کوئی سوال پورا ہوجائے تو یہ خیال عبث ہے کیونکہ جس امر کا ہونا مقدّر ہے اسکے لئے دعا کی حاجت نہیں اور جس کا ہونا مقدّر نہیں ہے اسکے لئے تضرع و ابتہال بے فائدہ ہے۔ غرض اس تقریر سے بتمام تر صفائی کھل گیا کہ سیّد صاحب کا یہی عقیدہ ہے کہ دعا صرف عبادت کیلئے موضوع ہے اور اس کو کسی دنیوی مطلب کے حصول کا ذریعہ قرار دینا طمع خام ہے۔

اب واضح ہو کہ سیّد صاحب کو قرآنی آیات کے سمجھنے میں سخت دھوکا لگا ہوا ہے مگر ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس دھوکے کی کیفیت کو اس مضمون کے اخیر میں بیان کریں گے اس وقت ہم نہایت افسوس سے یہ ظاہر کرتے ہیں کہ اگر سیّد صاحب قرآن کریم کے سمجھنے میں فہم رسا نہیں رکھتے تھے تو کیا وہ قانونِ قدرت بھی جس کی پیروی کا وہ دم مارتے ہیں اور جس کو وہ خدا تعالیٰ کی فعلی ہدایت اور قرآن کریم کے اسرار غامضہ کا مفسر قرار دیتے ہیں اس مضمون کے لکھنے کے وقت ان کی نظر سے غائب تھا؟ کیا سیّد صاحب کو معلوم نہیں کہ اگرچہ دنیا کی کوئی خیر و شر مقدّر سے خالی نہیں تاہم قدرت نے اسکے حصول کیلئے ایسے اسباب مقرر کر رکھے ہیں جن کے صحیح اور سچے اثر میں کسی عقلمند کو کلام نہیں مثلاً اگرچہ مقدّر پر لحاظ کر کے دوا کا کرنا نہ کرنا درحقیقت ایسا ہی ہے جیسا کہ دُعا یا ترکِ دُعا مگر کیا سیّد صاحب یہ رائے ظاہر کر سکتے ہیں کہ مثلاً علم طب سراسر باطل ہے اور حکیم حقیقی نے دواؤں میں کچھ بھی اثر نہیں رکھا۔ پھر اگر سیّد صاحب باوجود ایمان بالتقدیر کے اس بات کے بھی قائل ہیں کہ دوائیں بھی اثر سے خالی نہیں تو پھر کیوں خدا تعالیٰ کے یکساں اور متشابہ قانون میں فتنہ اور تفریق ڈالتے ہیں؟ کیا سیّد صاحب کا یہ مذہب ہے کہ خداتعالیٰ اس بات پر تو قادر تھا کہ تربد اور سقمونیا اور سنا اور حب الملوک میں تو ایسا قوی اثر رکھے کہ انکی پوری خوراک کھانے کے ساتھ ہی دست چھوٹ جائیں یا مثلاً سم الفار اور بیش اور دوسری ہلاہل زہروں میں وہ غضب کی تاثیر ڈال دی کہ ان کا کامل قدر شربت چند منٹوں میں ہی اس جہان سے رخصت کر دے لیکن اپنے برگزیدوں کی توجہ اور عقد ہمت اور تضرع کی بھری ہوئی دعاؤں کو فقط مردہ کی طرح رہنے دے جن میں ایک ذرّہ بھی اثر نہ ہو؟ کیا یہ ممکن ہے کہ نظامِ الٰہی میں اختلاف ہو اور وہ ارادہ جو خدا تعالیٰ نے دواؤں میں اپنے بندوں کی بھلائی کے لئے کیا تھا وہ دعاؤں میں مرعی نہ ہو؟ نہیں نہیں ! ہرگز نہیں ! بلکہ خود سیّد صاحب دعاؤں کی حقیقی فلاسفی سے بے خبر ہیں اور ان کی اعلیٰ تاثیروں پر ذاتی تجربہ نہیں رکھتے اور ان کی ایسی مثال ہے جیسے کوئی ایک مدت تک ایک پرانی اور سال خوردہ اور مسلوب القویٰ دوا کو استعمال کرے اور پھر اس کو بے اثر پاکر اس دوا پر عام حکم لگادے کہ اسمیں کچھ بھی تاثیر نہیں۔''

(برکات الدعاء، روحانی خزائن جلد6 ص 7، 8)

ارشاد باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَ اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ وَ لَا تَنَازَعُوۡا فَتَفۡشَلُوۡا وَ تَذۡہَبَ رِیۡحُکُمۡ وَ اصۡبِرُوۡا ؕ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیۡنَ ﴿ۚ۴۷﴾

(الانفال:47)

اور اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسولؐ کی اور آپس میں مت جھگڑو ورنہ تم بزدل بن جاؤ گے اور تمہارا رعب جاتا رہے گا۔ اور صبر سے کام لو یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے۔

فرمان خلیفہ وقت

باقی رہنے والی چیز نیکی ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

''عموماً یہ سمجھا جاتا ہے کہ مال و دولت، جائیدادیں، فیکٹریاں، بڑے بڑے فارمز جو ہزاروں ایکڑ پہ پھیلے ہوئے ہوں، جن پر جاگیردار بڑے فخر سے پھر رہا ہوتا ہے اور دوسرے کو اپنے مقابلے پہ یا عام آدمی کو اپنے مقابلے پہ بہت نیچ اور ہیچ سمجھ رہا ہوتا ہے اور پھر اولاد جو اس کا ساتھ دینے والی ہو، نوکر چاکر ہوں یہ سب باتیں ایک دنیا دار کے دل میں بڑائی پیدا کر رہی ہوتی ہیں۔ اور اس کے نزدیک اگر یہ سب کچھ مل جائے تو ایک دنیادار کی نظر میں یہی سب کچھ اور یہی اس کا مقصود ہے جو اس نے حاصل کر لیا ہے۔ اور اس وجہ سے ایک دنیادار آدمی اللہ تعالیٰ کے حقوق بھی بھلا بیٹھتا ہے۔ اس کی عبادت کرنے کی طرف اس کی کوئی توجہ نہیں ہوتی... حقوق العباد ادا کرنے کی طرف اس کی ذرا بھی توجہ نہیں ہوتی اور اپنے کام کرنے والوں، اپنے کارندوں، اپنے ملازمین کی خوشی، غمی، بیماری میں کام آنے کا خیال بھی اس کے ذہن میں نہیں آتا۔ تو یہ سب اس لئے ہے کہ اس کے نزدیک اس زندگی کا سب مقصد دنیا ہی دنیا ہے اور ایک دنیادار کو شیطان اس دنیا کی خوبصورتی اور اس کی زینت اور زیادہ ابھار کر دکھاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ باقی رہنے والی چیز نیکی ہے، نیک اعمال ہیں، اللہ تعالیٰ کی خشیت ہے، اس کی عبادت کرنا ہے۔ اس لئے تم اس کے عبادت گزار بندے بنو اگر اس کی رضا حاصل کرنی ہے۔ یہ دنیا تو چند روزہ ہے، کوئی زیادہ سے زیادہ سو سال زندہ رہ لے گا اس کے بعد انسان نے مرکر اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہونا ہے۔ اس لئے آخرت کے لئے دولت اکٹھی کرو بجائے اس دنیا میں دولت بنانے کے۔''

(خطبہ جمعہ 7 مئی 2004ء)

سال 2019ء کو الوداع کہتے وقت ہمیں یہ قرآنی دعا پڑھتے رہنا چاہئے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَ قُلۡ رَّبِّ... اَخۡرِجۡنِیۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَّ اجۡعَلۡ لِّیۡ مِنۡ لَّدُنۡکَ سُلۡطٰنًا نَّصِیۡرًا (بنی اسرائیل:81)

اور تو کہہ اے میرے ربّ!... مجھے اس طرح نکال کہ میرا نکلنا سچائی کے ساتھ ہو اور اپنی جناب سے میرے لئے طاقتور مددگار عطا کر۔

دربارِ خلافت

تقویٰ اعمالِ صالحہ سے پیدا ہوتا ہے

جلسہ سالانہ اٹلی 2019ء پر حضورانور کا خصوصی پیغام

پیارے احبابِ جماعت احمدیہ اٹلی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ کہ جماعت احمدیہ اٹلی کو اپنا جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی توفیق مل رہی ہے ۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اس جلسہ کو ہر لحاظ سے کامیاب فرمائے اور آپ لوگوں کو اس کی روحانی برکات سے پوری طرح مستفید ہونے کی توفیق دے ۔ یاد رکھیں کہ یہ جلسہ ایک دینی اجتماع ہے اور اس میں شامل ہونے والوں کو ذکرِ الٰہی اور تسبیح و تحمید کی طرف خاص توجہ دینی چاہیے۔ حال ہی میں آپ کو رمضان کے بابرکت مہینہ میں روزے رکھنے اور عبادات بجا لانے کی توفیق ملی ہے ۔ میرا آپ لوگوں کے لیے یہی پیغام ہے کہ رمضان کی ان عبادتوں اور نیک تبدیلیوں کو اپنی آئندہ زندگی کا مستقل حصہ بنائیں ۔ اپنے نمونے بہتر کریں۔ صرف نام کا احمدی کہلانا کافی نہیں ہے۔ اپنے اندر تقویٰ پیدا کریں اور تقویٰ صرف نام سے نہیں بلکہ اعمال صالحہ سے پیدا ہوتا ہے ۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:’’اللہ تعالیٰ نے ہمیں جس بات پر مامور کیا ہے وہ یہی ہے کہ تقویٰ کا میدان خالی پڑا ہے ۔ تقویٰ ہونا چاہیے........اگر تم تقویٰ کرنے والے ہو گے تو ساری دنیا تمہارے ساتھ ہو گی ۔ پس تقویٰ پیدا کرو ۔ جو لوگ شراب پیتے یا جن کے مذہب کے شعائر میں شراب جزواعظم ہے ان کو تقویٰ سے کوئی تعلق نہیں ہو سکتا۔ وہ لوگ نیکی سے جنگ کر رہے ہیں ۔ پس اگر اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو ایسی خوش قسمت دے اور انہیں توفیق دے کہ وہ بدیوں سے جنگ کرنے والے ہوں اور تقویٰ اور طہارت میں ترقی کریں۔ یہی بڑی کامیابی ہے اور اس سے بڑھ کر کوئی چیز مؤثر نہیں ہو سکتی۔‘‘

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 361تا 364)

پھر نماز ہے ۔ اس کی پابندی بہت ضروری ہے ۔ اس کی طرف میں باربار توجہ دلاتا رہتا ہوں۔خدا تعالیٰ کی عبادت کا حق تبھی ادا ہوسکتا ہے جب ہم نمازوں کو قائم کرنے والے ہوں گے۔ ہر احمدی کو اپنی نمازوں کی حفاظت کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے ۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:’’وہ اندر جو گناہوں سے بھرا ہوا ہے اور جو خدا تعالیٰ کی معرفت اور قرب سے دور جا پڑا ہے اس کو پاک کرنے اور دور سے قریب کرنے کے لیے نماز ہے ۔ اس ذریعہ سے ان بدیوں کو دور کیا جاتا ہے اور اس کی بجائے پاک جذبات بھر دیے جاتے ہیں۔ یہی سرّ ہے جو کہا گیا ہے کہ نماز بدیوں کو دور کرتی ہے ۔‘‘

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 92،93)

پس آپ لوگ خود بھی اپنی نمازوں کی حفاظت کریں اور اپنی اولادوں کو بھی نمازوں پر قائم کریں۔ جب تک آپ خود نمازوں پر کاربند نہیں ہوں گے، اپنا عملی نمونہ پیش نہیں کریں گے اس وقت تک آپ کی اولادیں بھی نمازوں پر قائم نہیں ہوں گی۔ اگر آپ خود نماز کو قائم کرنے والے بن جاتے ہیں اور اپنی اولادوں کو بھی نماز پر قائم کرنے والے بنا دیتے ہیں تو آپ کے تمام تربیتی مسائل خود بخود حل ہو جائیں گے۔

نفس کی اصلاح باقاعدہ ایک جہاد ہے جو مسلسل کرتے رہنا چاہیے۔ ہمیشہ اپنا محاسبہ کرتے رہنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ آپ کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کا وارث بنائے اور آپ ہمیشہ اپنے دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے ہوں ۔ آمین

والسلام

خاکسار

(دستخط) مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

وہ اشعار جن کا ایک مصرعہ ضرب المثل کے طور پر مشہور ہوا

ہم طالب شہرت ہیں ہمیں ننگ سے کیا کام
بدنام اگر ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا

خط ان کا بہت خوب عبارت بہت اچھی
اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ

نزاکت بن نہیں سکتی حسینوں کے بنانے سے
خدا جب حسن دیتا ہے نزاکت آ ہی جاتی ہے

یہ راز تو کوئی راز نہیں ،سب اہلِ گلستان جانتے ہیں
ہر شاخ پہ اُلو بیٹھا ہے انجامِ گلستاں کیا ہوگا

داورِ محشر میرا نامہ اعمال نہ کھول
اس میں کچھ پردہ نشینوں کے بھی نام آتے ہیں

ہم کو معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن
دل کےخوش رکھنے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

قیس جنگل میں اکیلا ہے مجھے جانے دو
خوب گزرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو

غم و غصہ، رنج و اندوہ و حرماں
ہمارے بھی ہیں مہرباں کیسے کیسے

مریضِ عشق پہ رحمت خدا کی
مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

بہت جی خوش ہوا حالی سے مل کر
ابھی کچھ لوگ باقی ہیں جہاں میں

نہ جانا کہ دنیا سے جاتا ہے کوئی
بڑی دیر کی مہرباں آتے آتے

نہ گورِ سکندر نہ ہی قبرِ دارا
مٹے نامیوں کے نشاں کیسے کیسے

غیروں سے کہا تم نے، غیروں سے سنا تم نے
کچھ ہم سے کہا ہوتا کچھ ہم سے سنا ہوتا

جذبِ شوق سلامت ہے تو انشاءاللہ
کچے دھاگے سے چلیں آئیں گے سرکار بندھے

قریب ہے یارو روزِ محشر، چھپے گا کشتوں کا خون کیونکر
جو چپ رہے گی زبانِ خنجر، لہو پکارے گا آستین کا

پھول تو دو دن بہارِ جاں فزاں دکھلا گئے
حسرت اُن غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

کی میرے قتل کے بعد اُس نے جفا سے توبہ
ہائے اُس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

خوب پردہ ہے چلمن سے لگے بیٹھے ہیں
صاف چھپتے بھی نہیں ، سامنے آتے بھی نہیں

اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا
لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

چل ساتھ کہ حسرت دلِ مرحوم سے نکلے
عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے

تبرکات

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیلؓ

سیرة النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پُر اثر واقعات

آنحضرتؐ کی عمر

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ پر چالیس سال کی عمر میں پہلی وحی نازل ہوئی۔ اس کے بعد آپ 13 برس تک مکہ میں رہے پھر آپؐ نے ہجرت کی ہجرت کے بعد آپؐ مدینہ میں 10 برس رہے او ر وفات کے وقت آپ کی عمر 63 سال کی تھی۔

آنحضرتؐ کا گلا گھونٹنا

لوگوں نے حضرت عبداللہ بن عمروبن عاصؓ سے پوچھا کہ آنحضرتؐ کو مکہ میں سب سے بڑی تکلیف کیا پہنچی تھی۔ انہوں نے بیان کیا کہ ایک دن آنحضرت ﷺ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے کہ عقبہ نے آکر اپنی چادر آپ کے گلے میں ڈال دی پھر اسے مروڑنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ چادر آپؐ کے گلے میں پھانسی کے پھندے کی طرح ہوگئی۔ وہ ظالم اسے اور چکر دیتا رہا۔ یہاں تک کہ آپ کا دم بند ہوگیا اور قریب تھا کہ آپ مرجائیں۔ حضرت ابوبکرؓ بھی اس وقت وہاں تھے انہوں نے اس کمبخت کے ہاتھ پکڑ لئے اور بمشکل آپ کو چھڑایا اور قرآن کی یہ آیت پڑھی ’’کیا تم اس شخص کو صرف اس قصور پر قتل کرتے ہو کہ وہ صرف اللہ کو اپنا پروردگار کہتا ہے۔‘‘

جناب ابوطالب کو امداد کا ثواب

ایک دفعہ حضرت عباسؓ آپ کے چچا نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا کہ یارسول اللہؐ! کیا آپ کی وجہ سے آپؐ کے چچا ابوطالب کو بھی کوئی ثواب ہوگا۔ کیونکہ وہ آپؐ کی حمایت کیا کرتے تھے اور آپؐ کی خاطر لوگوں سے مقابلہ کیا کرتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا ہاں ان پر تو اتنی تھوڑی تکلیف ہے کہ جہنم کا عذاب صرف ان کے ٹخنوں تک ہے۔ اگر وہ میری امداد نہ کرتے تو دوزخ کے سب سے نچلے درجہ میں ہوتے۔ مگر جہنم کی آگ ٹخنے تک کی بھی ایسی سخت ہوگی کہ اس کی گرمی سے ان کا دماغ کھولنے لگے گا۔

ابوجہل کا تکبر

بدر کے دن فتح کے بعد آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ کوئی جاکر ابوجہل کا حال تو دیکھو۔ اس پر ابن مسعودؓ اس کی تلاش میں نکلے دیکھا کہ اسے معاذؓ اور معوذؓ نے قتل کر دیا تھا۔ مگر ابھی ذرا سا دم باقی تھا۔ابن مسعود نے اس سے کہا کہ آپ ہی ابوجہل ہیں نا۔ اس نے کہا ہاں۔ اس پر ابن مسعودؓ نے اس کی داڑھی پکڑ لی وہ بولا کیا آج مجھ سے بھی بڑا کوئی آدمی مارا گیا ہے؟ ابن مسعودؓ اس کی گردن کاٹنے لگے۔ تو کمبخت بولا کہ لمبی گردن رکھ کر سر کاٹنا تاکہ لوگوں کو معلوم ہو کہ میں سب کا سردار ہوں۔ ابن مسعودؓ نے کہا کہ تیری یہ حسرت بھی پوری نہ ہوگی۔ چنانچہ انہوں نے سر کو اس طرح کاٹا کہ گردن بالکل اس کے ساتھ نہ تھی اور اسے لا کر آنحضرت ﷺ کے قدموں میں ڈال دیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ اس امت کا فرعون تھا۔ (بلکہ فرعون سے بدرجہا زیادہ شقی کیونکہ فرعون تو جب ڈوبنے لگا تو اس کا تکبر سب ہوا ہوگیا اور وہ کہنے لگا کہ میں موسیٰ کے رب پر ایمان لایا۔ مگر یہ ابوجہل مرتے مرتے بھی تکبر کے مارے کہتا تھا کہ ذرا لمبی گردن رکھ کے کاٹنا۔ فرعون تو دریا میں غرق ہوا مگر ابوجہل بدر کے کنویں میں غرق کیا گیا۔)

بدر کے بعد کفار کے مُردوں کو خطاب

آنحضرت ﷺ بدر میں فتح کے بعد تین دن تک ٹھہرے۔ تین دن کے بعد آپؐ سوار ہوئے اور اس کنویں کے کنارے پر تشریف لائے۔ جہاں کفار کی لاشوں کو ڈلوادیا تھا۔ وہاں کھڑے ہو کر آپؐ نے نام بنام ایک ایک سردار کو پکارا اور کہا کہ کیا تمہیں یہ آسان نہ تھا کہ تم اللہ اور اس کے رسول کی بات مان لیتے۔ ہم سے تو جو وعدہ ہمارے رب نے کیا تھا وہ سچا ہوگیا کیا تم نے بھی آگے جا کر اپنے رب کا وعدہ سچا پایا۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا یہ مردے سنتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ خدا گواہ ہے یہ مردے اس وقت زندوں سے زیادہ میری بات سن رہے ہیں۔

جنگ بدر میں جو صحابہؓ شریک ہوئے ان کو آنحضرت ﷺ نے سب سے زیادہ فضیلت والا فرمایا ہے۔ بلکہ یہاں تک کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے بارہ میں فرمایا ہے کہ اے اہل بدر! اب جو چاہو کرو میں نے تمہیں بخش دیا۔

جو مسلمان بدر میں شریک ہوئے تھے ان کو بدری کہتے ہیں۔

آنحضرتؐ کا ایک عبرتناک خواب

آنحضرت ﷺ کی عادت تھی کہ صبح کی نمازپڑھ کر جائے نماز پر ہی سورج نکلنے تک بیٹھے رہتے۔ کبھی تو حاضرین اپنے حالات اور جاہلیت کے زمانہ کی باتیں سناتے اور کبھی آنحضرت ﷺ خود لوگوں سے پوچھا کرتے کہ اگر تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے تو بیان کرے اس پر اگر کسی نے کوئی خواب دیکھا ہوتا تو وہ آپؐ کو سناتا اور آپؐ اس کی تعبیر فرماتے ایک دن آپؐ نے اسی طرح پوچھا۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ آج ہم نے کوئی خواب نہیں دیکھا۔ آپؐ نے فرمایا آج میں نے ایک عجیب خواب دیکھا ہے۔ وہ یہ کہ میرے پاس دو آدمی آئے اور مجھے ایک جگہ لے گئے۔ وہاں میں نے دیکھا کہ ایک شخص بیٹھا ہے اور دوسرا کھڑا ہے جو کھڑا ہے اس کے ہاتھ میں لوہے کی ایک سیخ ہے۔ وہ اس سیخ کو بیٹھے ہوئے آدمی کے جبڑے میں اس زور سے گھسیڑتا ہے کہ اس کی گدی تک پہنچ جاتی ہے۔ پھر نکال کر دوسرے جبڑے کی طرف یہی عمل کرتا ہے اور برابر اسی طرح عذاب دیئے جاتا ہے میں نے پوچھا۔ یہ کیا ہے۔ تو ان دونوں نے بیان کیا کہ یہ ایسا آدمی ہے جو جھوٹی باتیں مشہور کیا کرتا تھا اور ہوتے ہوتے اس کی باتیں دنیا بھر میں مشہور ہو جاتی تھیں اور یہ اس کی سزا ہے۔

پھر ہم آگے چلے تو دیکھا کہ ایک شخص چت لیٹا ہے اور ایک دوسرا آدمی اس کے سرہانے پتھر لئے کھڑا ہے اور زور سے اس کے سر پر پتھر مارتا ہے۔ جب پتھر لڑھک کر پرے جاپڑتا ہے تو وہ مارنے والا پھر اسے اٹھا کر لاتا ہے اور جب تک وہ آئے اس شخص کے سر کا زخم اچھا ہو جاتا ہے۔ واپس آکر پھر وہ اسے پہلی طرح سرپر پتھر مارتا ہے۔ غرض اسی طرح ہوتا رہتا ہے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کیا ہے تو میرے ساتھیوں نے کہا کہ یہ وہ شخص ہے جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن کا علم دیا تھا۔ مگر یہ نہ رات کو قرآن پڑھتا نہ دن کو اس پر عمل کرتا تھا۔ اب اس کو برابر یہی سزا ہوتی رہے گی۔

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیلؓ

پھر ہم آگے چلے تو ایک غار دیکھا جس کا منہ تنگ تھا مگر اندر اس کے بہت جگہ تھی۔ اس میں آگ جل رہی تھی اور اس آگ میں ننگے مرد اور ننگی عورتیں جل رہی تھیں۔ جب آگ زور سے بھڑکتی تو وہ لوگ اس کے شعلوں کے ساتھ اچھلتے تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں تو مجھے بتایا گیا کہ یہ بدکار لوگ ہیں۔

پھر ہم آگے چلے تو دیکھا کہ ایک خون کی نہر ہے جس کے بیچ میں ایک آدمی کھڑا ہے اور ایک آدمی اس کے کنارے پر کھڑا ہے۔ کنارے والے آدمی کے پاس بہت سے پتھر رکھے تھے۔ جب اندر والا آدمی باہر نکلنا چاہتا تو باہر والا پتھر کھینچ کر اس کے منہ پر مارتا جس سے وہ پھر بیچ میں جا پڑتا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے جواب ملا کہ یہ سود کھانے والا شخص ہے۔

پھر ہم آگے گئے تو ایک نہایت سرسبز باغ میں پہنچے۔ اس میں ایک بڑا بھاری درخت تھا اور اس درخت کی جڑ میں ایک بزرگ بیٹھے تھے۔ ان کے گرد بہت سے بچے بھی تھے اوردرخت کے پاس ہی بیٹھا ہوا ایک اور شخص آگ دہکا رہا تھا۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں جواب ملا کہ یہ بزرگ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں اور بچے جو ان کے گرد ہیں یہ وہ بچے ہیں جو چھوٹی عمر میں معصوم مر گئے ہیں اور یہ شخص جو آگ دہکا رہا ہے یہ دوزخ کا داروغہ مالک نام ہے۔

پھر میرے دونوں رفیق مجھے اس درخت پر چڑھا لے گئے اوپر جا کر میں نے ایک گھر دیکھا وہ مجھے اندر لے گئے وہاں بہت سے جوان مرد اور عورتیں اور بچے تھے۔ پھر اس گھر سے نکل کر مجھے درخت کی دوسری شاخ پر لے گئے۔ وہاں بھی ایک گھر تھا اور بہت شاندار اور خوبصورت تھا اور اس میں بہت سے بڑھے اور جوان تھے۔ میں نے پوچھا یہ گھر کیسے ہیں۔ میرے ساتھیوں نے کہا کہ پہلا گھر تو عام جنتیوں کا ہے اور دوسرا شہیدوں کا۔ پھر میں نے پوچھا کہ تم دونوں شخص کون ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہم جبرائیل اور میکائیل ہیں اور انہوں نے مجھے کہا کہ ذرا اپنا سر اٹھا کر دیکھئے۔ تو میں نے دیکھا کہ بادل کی طرح اوپر کوئی چیز ہے۔ میں نے کہا یہ کیا انہوں نے کہا کہ یہ آپ کا گھر ہے میں نے کہا ذرا مجھے اس میں لے چلو انہوں نے کہا ابھی آپ کی زندگی کچھ باقی ہے اگر باقی نہ ہوتی تو آپ اسے دیکھ لیتے۔

ایک پہیلی

ایک دن آنحضرت ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ درختوں میں ایک ایسا درخت ہے جس کے پتے نہیں گرتے اور وہ مومن سے مشابہ ہے۔بتاؤ وہ کون سا درخت ہے؟حاضرین مختلف جنگلی

درختوں کے نام لینے لگے۔آخر نہ بتا سکے تو عرض کیا یا رسول اللہؐ! آپ ہی بتا دیجئے۔ آپ نے فرمایا وہ کھجور کا درخت ہے۔ حضرت عمرؓ کے لڑکے عبداللہ بھی اسی مجلس میں تھے انہوں نے گھر میں آکر اپنے والد سے کہا کہ میرے دل میں بھی کھجور کا درخت ہی تھا۔ مگر بڑے بڑے آدمیوں کی شرم کی وجہ سے میں بول نہ سکا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا بیٹا اگر تم اس وقت آنحضرت ﷺ کی پہیلی بوجھ دیتے تو مجھے بہت ہی خوشی ہوتی۔

بچوں سے مذاق

ایک صحابی کہتے ہیں کہ مجھے خوب یاد ہے جب میری عمر 6 برس کی تھی تو میں آنحضرت ﷺ کے سامنے گیا۔ آپ اس وقت ایک ڈول میں سے پانی پی رہے تھے۔ پانی پی کر آپؐ نے ایک کلی بھر کر ہنسی سے میرے منہ پر ماری۔

بچوں کے لئے کام کی باتیں

ایک دفعہ ابن مسعودؓ نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ کے نزدیک کون سا عمل سب سے زیادہ اچھا ہے۔ آپ نے فرمایا وہ نماز جو وقت پر پڑھی جائے انہوں نے عرض کیا اس کے دوسرے درجہ پر فرمایا کہ ماں باپ کی فرمانبرداری۔

صفائی پسندی

آنحضرت ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ ہر شخص جمعہ کے دن نہائے، مسواک کرے، صاف کپڑے پہنے، خوشبو لگائے پھر مسجد میں جمعہ کی نماز کے لئے جائے۔

کیا میں اپنے خدا کا شکر گزار بندہ نہ بنوں

مغیرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ تہجد کی نماز میں اتنی اتنی دیر تک عبادت کرتے رہتے تھے کہ آپؐ کے پیر کھڑے کھڑے سوج جایا کرتے تھے۔ جب لوگ عرض کرتے کہ حضورؐ اتنی تکلیف نہ اٹھائیں۔ اللہ تعالیٰ نے تو آپؐ کو بخش دیا ہے۔ یہ سن کر آنحضرت ﷺ فرماتے تو کیا میں اپنے خدا کا شکر گزار بندہ بھی نہ بنوں؟

شرم و حیا ایمان کی نشانی

ایک دفعہ آنحضرت ﷺ مدینہ جارہے تھے کہ آپؐ نے دیکھا ایک انصاری اپنے چھوٹے بھائی پر خفا ہورہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ بھلے مانس تو اتنی شرم کیوں کرتا ہے آپؐ نے فرمایا یہ کیوں کہتے ہو شرم و حیا تو بہت اچھی چیز ہے بلکہ ایمان کی نشانی ہے۔

آنحضرتؐ کو شہادت کا شوق

ایک دن آنحضرت ﷺ نے صحابہؓ کے سامنے بیان کیا کہ میرا دل تو یہی چاہتا ہے کہ خدا کے راستے میں مارا جاؤں۔ پھر زندہ کیا جاؤں۔ پھر مارا جاؤں۔ غرض اسی طرح ہمیشہ قربان ہوتا رہوں۔

اسلام کی پانچ بنیادیں

آنحضرت ﷺ نے ایک دن فرمایا کہ اسلام کے پانچ اصول یہ ہیں۔

(1) اس بات کی گواہی کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمدؐ اس کے رسول ہیں۔
(2) نماز پڑھنا۔
(3) زکوٰۃ دینا۔
(4) رمضان کے روزے رکھنا۔
(5) حج کرنا۔

(الفضل 22 جنوری 1929ء)

متقی وہ ہے جو دوسروں پر نیکی اور تقویٰ کا اثر قائم کرے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ فرماتے ہیں:

”حضرت مسیح موعودؑ نے اس مضمون (تقویٰ) کو ہمارے دلوں میں بٹھانے کے لئے مختلف جگہوں پر اس کی مزید تفصیلات بیان فرمائی ہیں تاکہ ہمارے دلوں میں اس کی اہمیت راسخ ہو جائے اور ہمارے ہر عمل اور خُلق سے اس کا اظہار ہونے لگے۔حضرت مسیح موعودؑ نے اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ انسان کے متقی ہونے کے لئے صرف اتنا ہی کافی نہیں کہ وہ عبادت کرنے والا ہو یا صرف حقوق اللہ کی ادائیگی کر رہا ہو بلکہ متقی وہ ہے جس کا اخلاقی معیار بھی اعلیٰ ہو، اور وہ اپنے اخلاق سے دوسروں پر اپنی نیکی اور تقویٰ کا اثر قائم کرے۔چنانچہ آپ نے ایک موقع پر فرمایا کہ اخلاق انسان کے صالح ہونے کی نشانی ہے۔

پھر اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ ایک مومن کی زندگی کا مقصد یہ ہونا چاہئے کہ اسلام کی تعلیم کی خوبصورتی ہمیشہ ظاہر کی جائے اور یہ اس صورت میں ممکن ہے جب تقویٰ پر چلتے ہوئے اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کیا جائے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ

تقویٰ کے بہت سے اجزاء ہیں۔ عُجب، خود پسندی، مال حرام سے پرہیز اور بداخلاقی سے بچنا بھی تقویٰ ہے۔ جو شخص اچھے اخلاق کو ظاہر کرتا ہے اس کے دشمن بھی دوست ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہےایک تو یہ کہ برائیوں سے بچنا یہ تقویٰ ہے۔ اچھے اخلاق کا اظہار کرنا یہ تقویٰ ہے جس سے دشمن بھی دوست ہو جاتا ہے۔ (المومن:97) آپ فرماتے ہیں اب خیال کرو کہ یہ ہدایت کیا تعلیم دیتی ہے؟ اس ہدایت میں اللہ تعالیٰ کا یہ منشاء ہے کہ اگر مخالف گالی بھی دے تو اس کا جواب گالی سے نہ دیا جائے بلکہ اس پر صبر کیا جائے۔ اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ مخالف تمہاری فضیلت کا قائل ہو کر خود ہی نادم اور شرمندہ ہو گا اور یہ سزا اس سزا سے بہت بڑھ کر ہو گی جو انتقامی طور پر تم اس کو دے سکتے ہو۔ فرماتے ہیں یوں تو ایک ذرا سا آدمی اقدام قتل تک نوبت پہنچا سکتا ہے لیکن انسانیت کا تقاضا اور تقویٰ کا منشاء یہ نہیں ہے۔ خوش اخلاقی ایک ایسا جوہر ہے کہ موذی سے موذی انسان پر بھی اس کا اثر پڑتا ہے۔ فرماتے ہیں کسی نے کیا اچھا کہا ہے کہ (فارسی میں)

لُطف کُن لُطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش

(کہ مہربانی سے پیش آؤ تو بیگانے بھی تمہارے حلقہ احباب میں شامل ہو جائیں گے)

پس یہ وہ اصولی بات ہے جو ہمیشہ ہمیں پیش نظر رکھنی چاہئے کہ اپنے ہر عمل کو تقویٰ کے تابع کرتے ہوئے اچھے اخلاق کا مظاہرہ ہو۔پھر اس بات کی مزید وضاحت فرماتے ہوئے کہ اخلاق سے کیا مراد ہے اور ان کا مقصد کیا ہے؟ جو اچھے اخلاق کا مظاہرہ ہے اس کا مقصد کیا ہے؟ اور ہمارے سامنے ان اخلاق کا نمونہ کیا ہے؟ آپ فرماتے ہیں کہ

اوّل اخلاق جو انسان کو انسان بناتا ہے۔ اخلاق سے کوئی صرف نرمی کرنا ہی مراد نہ لے لے۔ (جو اخلاق انسان کو انسان بناتے ہیں ان سے صرف اتنی مراد نہیں ہے کہ تم دوسروں سے نرمی سے پیش آؤ) فرمایا خُلق اور خَلق دو لفظ ہیں جو بالمقابل معنوں پر دلالت کرتے ہیں۔ خَلق ظاہری پیدائش کا نام ہے۔ جیسے کان ناک یہاں تک کہ بال وغیرہ بھی سب خَلق میں شامل ہیں اور خُلق باطنی پیدائش کانام ہے۔ ایسا ہی باطنی قوٰی جو انسان اور غیرانسان میں مابہ الامتیاز ہیں وہ سب خُلق میں داخل ہیں یہاں تک کہ عقل فکر وغیرہ تمام قوتیں خُلق ہی میں داخل ہیں۔فرماتے ہیں خُلق سے انسان اپنی انسانیت کو درست کرتاہے۔ اگر انسانوں کے فرائض نہ ہوں تو فرض کرنا پڑے گا (انسانوں کے جو فرائض ہیں وہ اگر ادا نہ کرتا ہو یا مقرر نہ ہوں تو پھر فرض کرنا پڑے گا، دیکھنا پڑے گا) کہ آدمی ہے؟ گدھا ہے؟ یا کیا ہے؟ جب خُلق میں فرق آجاوے توصورت ہی رہتی ہے۔ انسان بننے کے لئے تو اعلیٰ اخلاق ضروری ہیں اور اگر خُلق اچھا نہیں، اگر ان میں فرق آجاتا ہے تو پھر ظاہری صورت انسان کی رہ جاتی ہے اور جو اصل انسانیت ہے وہ ختم ہو جاتی ہے۔“

(خطبہ جمعہ 9 جون 2017ء)

*****

زرتشت منیر احمد خان۔ناروے

صحابہؓ سے ملا جب مجھ کو پایا

حضرت مولانا غلام رسول راجیکیؓ کی دعا گو شخصیت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تمام صحابہؓ بہت بزرگ وجود تھے خدا تعالیٰ ان کی دعاؤں کو سنتا اور قبول فرماتا تھا بلکہ انہیں قبولیت کے شرف سے مطلع بھی کر دیتا تھا۔آخر ایسا کیوں نہ ہوتا قرآن کریم کی سورت الجمعہ آیت 4 میں حضرت مسیح موعودؑ کے اصحاب کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ (ترجمہ) اور ان کے علاوہ ایک دوسری قوم میں بھی وہ اس کو بھیجے گا جو ابھی تک ان سے ملی نہیں۔

صحابہؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وجود سے برکت پاکر روحانیت میں اس قدر ترقی کر گئے تھے کہ خدا تعالیٰ ان کی دعاؤں کو قبولیّت کا شرف عطا کرتا تھا۔ حضرت مولانا غلام رسول راجیکیؓ بہت بلند پایہ بزرگ تھے۔ ان کی دعاؤں کو اللہ تعالیٰ سنتا اور قبول کرتا تھا۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے بزرگی کا خاص مقام عطا فرمایا تھا خلافت احمدیہ سے بہت محبت ،وفا اور اخلاص کا تعلق تھا۔

آپ کا مکان محلہ دارالرحمت ربوہ میں مسجد کے پاس تھا۔ ربوہ کے احباب عموماً نماز عصر کے بعد حضرت مولانا کی خدمت میں دعا کی درخواست عرض کرنے کے لئے حاضر ہوا کرتے تھے۔ جو بھی دعا کے لئے عرض کرتا ،آپؓ فرماتے پہلے خلیفہ وقت کی خدمت میں دعا کے لئے لکھو پھر میرے پاس آؤ خلیفہ وقت کی دعا میں میری عاجزانہ دعا شامل ہو کر بارگاہ الٰہی میں باریاب ہوگی۔

بچوں کے ساتھ محبت اور شفقت

خاکسار غالباً آٹھویں یا نویں کلاس میں تھا۔ ایک دفعہ نماز مغرب کے فوراً بعد ہم نے حضرت مولانا غلام رسول راجیکی کے گھر پر جا کر دعا کی درخواست کرنے کا پروگرام بنایا۔خاکسار کے ہمراہ ایک عرب دوست السیّد سلیم الجابی بھی تھے۔ وہ ان دنوں مسجد مبارک کے حجرے میں قیام پذیر تھے۔ ہم نے دارالرحمت حضرت مولوی صاحب کے مکان پر جا کر دستک دی۔حضرت مولوی صاحب نے خود تشریف لا کر دروازہ کھولا۔ ہم نے اپنے حاضر ہونے کا مدّعا بیان کیا کہ دعا کی درخواست کرنے حاضر ہوئے ہیں ۔حضرت مولوی صاحب نے فرمایا کہ تم لوگ بہت تنگ کرتے ہو میں تمہارے لئے دعا کرتا بھی ہوں اور آئندہ بھی کروں گا ۔ پھر اپنا ایک رومال نکالا اس کے ایک کونے کی گانٹھ کھولی اس میں سے پانچ روپے کا نوٹ نکال کر خاکسار کو دیا اور فرمایا کہ تم دونوں اس رقم سے دودھ پیو اور پھر مجھے آکر رپورٹ دو۔ خاکسار نے اس رقم کو اپنے ہاتھ میں لینے سے لیت و لعل سے کام لیا۔ چونکہ خاکسار یہ سمجھ رہا تھا کہ حضرت مولوی صاحب ہمارے نا مناسب وقت پر حاضر ہونے سے ناراض ہو گئے ہیں اور اسی خفگی میں یہ رقم دے رہے ہیں اس لئے خاکسار یہ رقم اپنے ہاتھ میں نہیں لے رہا تھا مکرم سلیم الجابی نے میرا ہاتھ دبایا اور آہستہ سے کان میں کہا”لے لو ،تبرک ہے“ چنانچہ ہم نے وہ رقم رکھ لی۔ اس سے ایک ہفتہ تک دودھ پیا اور پھر جا کر حضرت مولوی صاحب کو تعمیل ارشاد کی رپورٹ دی۔حضرت مولوی صاحب بہت خوش ہوئے اور ہمیں بہت دعائیں دیں۔ اس وقت خاکسار بچہ تھا، نادان تھا ،عقل سمجھ نہیں تھی لیکن آج بھی جب بچوں سے ان کی شفقت کا یہ واقعہ یاد آتا ہے بے اختیار حضرت مولوی صاحب کے لئے دل کی گہرائیوں سے دعا نکلتی ہے اللہ تعالیٰ انہیں جنّت الفردوس میں اعلیٰ ترین مقام عطا فرمائے۔

دعا سے ایک بیمار کی شفایابی

ربوہ میں دار الرحمت وسطی میں ہماری رہائش تھی۔ ایک دن میرا چھوٹا بھائی جوّاد رشید خان شدید بیمار ہو گیا۔ قے اور دست بلاتوقف جاری تھے ڈاکٹر سے مشورہ کیا۔ ان دنوں فضل عمر ہسپتال میں ضروری سہولیات میسا نہ تھیں اس لئے داخلہ کا انتظام نہیں تھا ڈاکٹر نے بتایا کہ انتہائی قسم کی ڈی ہائیڈریشن ہو چکی ہے۔ اس کے بچنے کی کوئی امید نہیں۔ اگر صبح تک اللہ زندگی دے تو اسے فیصل آباد لے جا کر ہسپتال میں داخل کروا دیں۔ ہماری والدہ بہت سخت پریشان ہوئیں ،رونے لگ گئیں اور مجھے کہا کہ ابھی جا کر حضرت مولانا غلام رسول راجیکی کو دعا کی درخواست کرو اس وقت نصف شب کا وقت تھا میں نے والدہ سے کہا کہ اس وقت حضرت مولوی صاحب کو جگا کر بے آرام کرنا مناسب نہیں لیکن والدہ کی ماتا اپنی محبت کے ہاتھوں مجبور تھی مجھے بار بار کہا کہ ابھی جاؤ چنانچہ خاکسار حضرت مولانا غلام رسول راجیکی کے گھر پر حاضر ہوا دروازے پر دستک دی تو حضرت مولانا کے صاحبزادے محترم عزیز راجیکی صاحب باہر تشریف لائے۔خاکسار نے ساری تفصیل عرض کی انہوں نے بتایا کہ حضرت مولوی صاحب تو سو گئے ہیں البتہ انہوں نے وعدہ کیا کہ میں جاگوں گا اور سونے کے لئے نہیں جاؤں گا تہجد میں حضرت مولوی صاحب اٹھیں گے تو میں انہیں آپ کا پیغام دے دوں گا خاکسار گھر واپس آیا اور سو گیا فجر کی نماز کے لئے بیدار ہوا تو کیا دیکھا کہ برادرم جوّاد اپنی چارپائی پر اٹھ کر بیٹھا ہوا ہے۔ میں نے پریشانی میں جا کر اس کی نبض ٹٹولی تو بالکل ٹھیک ٹھاک کوئی تکلیف نہ تھی بغیر کسی قسم کی دوائی کے صبح تک مکمل صحت یاب ہو چکا تھا۔

مغرب کی نماز کے لئے گیا تو حضرت مولوی صاحب نے مجھے روک لیا اور جوّاد کا حال دریافت کیا جب میں نے بتایا کہ الحمدللہ وہ اب ٹھیک ہے تو حضرت مولانا نے فرمایا”ظالم مجھے تو اطلاع دے دیتے میں تو اب تک مسلسل دعا کر رہا ہوں۔“

حضرت مولاناراجیکی ہر بیمار اور حاجت مند کے لئے اسی طرح توجہ اور الحاح کے ساتھ دعا کیا کرتے تھے۔

حضرت مولانا غلام رسول راجیکیؓ

امتحان میں کامیابی

خاکسار کا ایف اے کا امتحان تھا، حضرت مولانا راجیکی صاحب کی خدمت میں دعا کے لئے حاضر ہوا۔آپؓ کا طریق تھا کہ آپ اسی وقت ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے تھے اور بسا اوقات خدا تعالیٰ انہیں دعا کی قبولیّت سے اسی وقت مطلع بھی کر دیتا تھا۔ آپؓ نے خاکسار کے لئے دعا کی اور فرمایا کہ دعا کے دوران روشنی نظر آئی ہے لیکن ارد گرد کچھ اندھیرا بھی ہے چنانچہ امتحان کے ایک پرچے کے دوران مجھے شدید بخار ہو گیا۔ نتیجہ آیا تو اس پرچہ میں میری کمپارٹمنٹ آگئی۔ ان دنوں اگر ایک پرچہ کمزور ہو تو فیل نہیں کیا جاتا تھا بلکہ اسی سال اس پرچہ کا دوبارہ امتحان ہو جاتا تھا اسے کمپارٹمنٹ کہا جاتا تھا ،عموماً یہ امتحان ستمبر میں ہوا کرتا تھا۔ خاکسار پھر حاضر ہوا اور صورتحال عرض کرکے دعا کی درخواست کی۔ آپؓ نے اسی وقت دعا کی اور بتایا کہ روشنی نظر آئی ہے تم انشاء اللہ اب کامیاب ہو جاؤ گے چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے خاکسار کمپارٹمنٹ والے امتحان میں اچھے نمبروں میں کامیاب ہو گیا۔

علمی مجالس

حضرت مولانا غلام رسول راجیکیؓ بہت بڑے عالم تھے۔ اکثر مسجد میں نماز کے بعد کچھ لوگ حضرت مولانا کے پاس بیٹھ جاتے یا گھر پر جب احباب اکٹھے ہوتے تو علمی مجلس کا آغاز ہو جاتا ہے۔ایسے ایسے نکات بیان فرماتے کہ عقل دنگ رہ جاتی۔ افریقہ میں جانے والے ابتدائی مبلغین کے حالات سناتے کہ کس طرح اور کن مشکل حالات میں ، اپنی جان جوکھوں میں ڈال کر انہوں نے دعوت الی اللہ کے فریضہ کو سرانجام دیا ۔

کبھی کبھی بعض بیماریوں کے دیسی نسخے بھی بتاتے۔ مجھے یاد ہے ایک صاحب دعا کے لئے آئے، انہیں برص یا دھدر تھی تو آپؓ نے انہیں بتایا کہ آکاش بیل کو لے کر گرم پانی میں ابال لو اور اس سے منہ کو دھویاکرو۔ مسلسل چالیس دن یہ عمل کرنے سے دھدر دور ہو جائے گی۔آکاش بیل کا لفظ بہت خوبصورت لگا تو بتایا کہ یہ ایک زرد رنگ کی بیل ہوتی ہے جو درخت پر چڑھ جاتی ہے اور پھر اسے ختم کر دیتی ہے۔ الغرض آپ کی مجلس دعائیہ بھی ہوتی اور اسی طرح علمی بھی۔

اللہ تعالیٰ ان بزرگ ہستیوں کے درجات بلند کرےاور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی نیکیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

پروفیسر مجید احمد بشیر

قسط نمبر 1

استنبول (قسطنطنیہ) کی سیر

2018ء کے اواخر میں ایک مقالہ ’’صحابہ رسول ﷺ کی دین کے لئے قربانیاں‘‘ میں صحابہ رسول ﷺ کے عالمی سفروں کے مطالعہ کا موقع ملا جس میں آنحضرت ﷺ کے ایک صحابی حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے قسطنطنیہ کے لئے سفر اور ان کے وہاں پر مزار کے بارہ میں ذکر تھا۔ لندن کا سفر تو کر ہی رہے تھے خیال آیا کیوں نہ واپسی پر اس قدیم شہر کو جا کر دیکھا جائے جسے علامہ اقبال نے ملت اسلامیہ کا دل قرار دیتے ہوئے ’’مہدیِ امت کی سطوت کا نشانِ پائیدار‘‘ قرار دیا ہے۔ اس شہر کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے تحریر کیا کہ ؎

صورتِ خاکِ حرم یہ سرزمیں بھی پاک ہے
آستانِ مسند آرائے شہِ لولاک ہے
نکہتِ گل کی طرح پاکیزہ ہے اس کی ہوا
تربتِ ایوب انصاری سے آتی ہے صدا
اے مسلماں! ملت اسلام کا دل ہے یہ شہر
سینکڑوں صدیوں کی کشت و خوں کا حاصل ہے شہر

چنانچہ ٹکٹس کی تلاش شروع ہوئی ۔لندن سے واپسی پر تین چار روز کے لئے استنبول میں ہوٹل کی بکنگ کروائی۔ یہاں یہ بتاتا چلوں کہ آج کل ترکی کی سیر کا رجحان بڑھتا جا رہا ہے۔ ایک اندازے کے مطابق استنبول نے سال 2018ءمیں 13 ملین 4 لاکھ 33 ہزار 101 سیاحوں کی میزبانی کی۔ جب اس تعداد کا 2017ء کی تعداد 8ملین40 لاکھ 5 ہزار 95 سے موازنہ کیا جائے تو سال 2018 میں چونتیس فیصد اضافہ ہوا۔ گزشتہ سال کے آخری مہینے میں استنبول کی سیر کو آنے والے سیاحوں کی تعداد ایک ملین77 ہزار 979 ریکارڈ کی گئی ۔

ترکی کے لئے ویزا کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر یو کے کا ویزا ہو تو آپ اپنے ٹریول ایجنٹ کے ذریعہ ای ویزا کے لئے درخواست دے سکتے ہیں جو کہ بہت مناسب قیمت میں آسانی سے مل جاتا ہے۔ ایک رات کے لئے قیام تو بعض ائیر لائنز کی طرف سے ہی مل جاتا ہے باقی دنوں کے لئے بھی مناسب دام میں ہوٹل کی بکنگ ہو جاتی ہے۔جو کہ کسی بھی پریشانی سے بچنے کے لئے سفر کے آغاز سے پہلے ہی کروا لینی چاہئے۔ یہ آن لائن بھی کروائی جا سکتی ہے۔ شہر کے دل میں مناسب رہائش والے کئی ایسے ہوٹل ہیں جہاں سے کئی تاریخی مقامات تک پیدل بھی اور بذریعہ میٹرو سروس رسائی ممکن ہے۔بہر حال ہم نے لندن سے استنبول کے لئے اپنے سفر کا آغاز کیا۔

استنبول قدیم اور جدید زمانوں کے امتزاج کا ایک طلسمی شہر ہے۔ ویسے تو کئی دفعہ سفر کے دوران ترکی کے اوپر سے گزرتے ہوئے یہ خواہش ضرور رہی کہ کسی وقت موقع ملنے پر ضرور اس جگہ کو دیکھنا چاہئے۔ یہ ملک زبردست تاریخ اور ثقافت کو اپنے اندر چھپائے 300,000مربع میل پر پھیلا ہواہے لیکن ہم نے صرف استنبول شہرکے دیکھنے پر ہی اکتفا کیا جو کہ براعظم ایشیا اور براعظم یورپ کے سنگم پر واقع ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں کے مقامی افراد کے طرز زندگی پر یورپ کی چھاپ نظر آتی ہے۔ تاریخ میں قسطنطنیہ کے نام سے مشہور ترکی کا شہر استنبول،ترک:Istanbul، یونانی: Konstantinoúpolis، انگریزی Istanbul: تاریخی طور پر Constantinople کے نام سے جانا جاتا ہے ۔یہ ملک کا سب سے بڑا شہر اور اس کا ثقافتی و اقتصادی مرکز ہے۔ شہر صوبہ استنبول کا صدر مقام بھی ہے۔ استنبول تاریخ عالم کا واحد شہر جو 3 عظیم سلطنتوں کا دار الحکومت رہا ہے۔ جن میں 330ء سے 395ء تک رومی سلطنت، 395ء سے 1453ء تک بازنطینی سلطنت اور 1453ء سے 1923ء تک سلطنت عثمانیہ شامل ہیں۔ جس کے باعث ہمیشہ اس عظیم تاریخی شہر کو اہمیت حاصل رہی۔ 1923ء میں ترک جمہوریہ کے قیام کے بعد دار الحکومت انقرہ منتقل کر دیا گیا۔ آبنائے باسفورس اور اس کی قدرتی بندرگاہ شاخ زریں Golden Hornیا Haliçکے کنارے واقع ترکی کا یہ شمال مغربی شہر باسفورس کے ایک جانب یورپ کے علاقے تھریس اور دوسری جانب ایشیا کے علاقے اناطولیہ تک پھیلا ہوا ہے اس طرح وہ دنیا کا واحد شہر ہے جو دو براعظموں میں واقع ہے۔2000ء کی مردم شماری کے مطابق شہر کی آبادی 88 لاکھ 3 ہزار 468 اور کل شہری حدود کی آبادی ایک کروڑ 18ہزار 735ہے اس طرح استنبول یورپ کا دوسرا سب سے بڑا شہر ہے۔ شہر کو 2010ء کے لئے پیکس، ہنگری اور آسن، جرمنی کے ساتھ یورپ کا ثقافتی دار الحکومت قرار دیا گیا ہے۔ تاریخ میں شہر نے مکینوں کی ثقافت، زبان اور مذہب کے اعتبار سے کئی نام بدلے جن میں سے بازنطیم، قسطنطنیہ اور استنبول اب بھی جانے جاتے ہیں۔ شہر کو’’سات پہاڑیوں کا شہر‘‘ بھی کہا جاتا ہے کیونکہ شہر کا سب سے قدیم علاقہ سات پہاڑیوں پر بنا ہوا ہے جہاں ہر پہاڑی کی چوٹی پر ایک مسجد قائم ہے۔ فتح قسطنطنیہ کے بعد سلطان محمد فاتح نے اس شہر کا نام اسلام بول رکھا مگر ترکوں کو اسلام بول بولنے میں مشکل ہوتی تھی تو وہ اسے استنبول کہتے تھے اس وجہ سے اس کا نام استنبول پڑا۔ بعض کے مطابق1923ءمیں جب مصطفی کمال اتاترک نے انقرہ کو نئی ترک جمہوریہ کا دار الحکومت قرار دیا تو اس وقت قسطنطنیہ کا نام استنبول رکھ دیا گیا۔بہرحال یہ شہر یورپ اور ایشیا کے سنگم پر شاخ زریں کے کنارے واقع ہے اور قرون وسطی میں یورپ کا سب سے بڑا اور امیر ترین شہر تھا۔ اس زمانے میں قسطنطنیہ کو Vasileousa Polis یعنی شہروں کی ملکہ کہا جاتا تھا۔

جیسے جیسے ہم ترکی کے قریب ہو رہے تھے یہ احساس غالب آ رہا تھا کہ ہمیں اس تاریخی جگہ کو دیکھنے کا موقع مل رہا ہے جو کہ قدیم یونانی، رومی تہذیبوں اور پھر مسلمانوں کی عثمانیہ سلطنت کا گھر رہا اور ترکی کا اہم تجارتی ، سیاحتی اور ثقافتی مرکز صدیوں پرمحیط انمول تاریخی ورثے سے مالامال ہے جس نے ہمیشہ ہی ہمیں متاثر کیا۔ اس وقت تودل کی حالت اور بھی عجیب تھی جب جہاز نے بحیرہ مرمرہ کے اوپر ترک انٹرنیشنل ایئرپورٹ استنبول پر اترنے کے لئے چکر لگایا اور ہمیں شہر کی ایک جھلک دیکھنے کا موقع مل گیا۔سمندر کے ساتھ ساتھ حسین پہاڑوں پر بنے خوبصورت مکانات، بحیرہ مرمرہ اور بحیرہ اسود کے سنگم پر واقع آبنائے باسفورس سیاحوں کی توجہ کا مرکز ہیں ۔ قدیم فن تعمیرات سے مزین خوبصورت ، حسین اور شاہکار عمارتیں تحقیق کے دلدادہ افراد کی نگاہوں کا مرکز ہیں ۔ یونانی، رومی اور مسلمان سلطنتوں کے ادوار میں دارالخلافہ ہونے ۔ زمانہ قدیم میں استنبول کو قسطنطنیہ کہا جاتا تھا۔ یہ بازنطینی سلطنت سے بھی مشہور ہوا۔ شہر میں جگہ جگہ سلطنت روم، سلطنت عثمانیہ سمیت مختلف ادوار

مسجد احمد سلطان

کی نشانیاں نظر آتی ہیں تاہم تاریخی قلعہ کی دیواریں اب شہر کے درمیان آچکی ہیں۔

تاریخ میں قسطنطنیہ نے کئی نام اختیار کئے جن میں سے بازنطین، نیوروم (نووا روما)، قسطنطنیہ اور استنبول مشہور ہیں۔ شہر کا سب سے پہلااور قدیم نام بازنطین تھا ، یہ نام اسے میگارا باشندوں نے تقریباً600 ق م میں اس کے قیام کے وقت دیا تھا۔

جب 330 عیسوی میں رومن شہنشاہ کونسیٹنٹائن اول نے اپنا دارالحکومت روم سے یہاں منتقل کیا تو شہر کا نام بدل کر اپنے نام کی مناسبت سے کونسٹینٹینوپل کر دیا، (جو عربوں کے ہاں پہنچ کر،،قسطنطنیہ‘‘ بن گیا)۔ مغرب میں رومن امپائر کے خاتمے کے بعد یہ سلطنت قسطنطنیہ میں برقرار رہی اور چوتھی تا 13ویں صدی تک اس شہر نے ترقی کی وہ منازل طے کیں کہ اس دوران دنیا کا کوئی اور شہر اس کی برابری کا دعویٰ نہیں کر سکتا تھا۔ مسلمان شروع ہی سے اس شہر کو فتح کرنے کی کوشش میں تھے۔چنانچہ اس مقصد کے حصول کی خاطر مسلمانوں نے چند ابتدائی کوششوں کی ناکامی کے بعد 674 میں ایک زبردست بحری بیڑا تیار کر کے قسطنطنیہ کی سمت روانہ کیا۔ اس بیڑے نے شہر کے باہر ڈیرے ڈال دیے اور اگلے چار سال تک متواتر فصیلیں عبور کرنے کی کوششیں کرتا رہا۔آخر 678 میں بازنطینی بحری جہاز شہر سے باہر نکلے اور انہوں نے انتہائی خطرناک ہتھیار سے حملہ آور عربوں پر حملہ کر دیا۔ اس کا ٹھیک ٹھیک فارمولا توآج تک معلوم نہیں ہو سکا، تاہم یہ ایک ایسا آتش گیر مادہ تھا جسے تیروں کی مدد سے پھینکا جاتا تھا اور یہ کشتیوں اور جہازوں سے چپک جاتا تھا۔ مزید یہ کہ پانی ڈالنے سے اس کی آگ مزید بھڑک جاتی تھی۔اس لئے یہ’’آتشِ یونانی‘‘ یا گریک فائر کے نام سے مشہور ہوا۔عرب اس آفت کے مقابلے کے لئے تیار نہیں تھے۔ چنانچہ دیکھتے ہی دیکھتے تمام بحری بیڑا آتش زار کا منظر پیش کرنے لگا۔ سپاہیوں نے پانی میں کود کر جان بچانے کی کوشش کی لیکن یہاں بھی پناہ نہیں ملی کیونکہ آتشِ یونانی پانی کی سطح پر گر کر بھی جلتی رہتی تھی اور ایسا لگتا تھا جیسے پورے بحرِ مرمر نے آگ پکڑ لی ہے۔عربوں کے پاس پسپائی کے علاوہ کوئی چارہ نہ رہا۔واپسی میں ایک ہولناک سمندری طوفان نے رہی سہی کسر پوری کر دی اور سینکڑوں کشتیوں میں سے ایک آدھ ہی بچ کر لوٹنے میں کامیاب ہو سکی۔اسی محاصرے کے دوران آنحضرت ﷺ کے مشہور صحابی حضرت ابو ایوب انصاریؓ نے بھی اپنی جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔ ان کا مقبرہ آج بھی شہر کی فصیل کے باہر ہے۔ ان کے مزار پر دعا کی غرض سے حاضری دی تودل نے بےساختہ کہا اصحاب رسول ﷺ پر ہزاروں لاکھوں سلام، مزار کے خوبصورت نقش و نگار نے جیسے اپنے سحر میں جکڑ لیا۔سلطان محمد فاتح نے یہاں ایک مسجد بنا دی تھی جسے ترک مقدس مقام مانتے ہیں۔

*****

ماسٹر احمد علی۔کینیڈا

خلفاء سے تعلق اور کبڈی وگھوڑدوڑ کی کمنٹری سے متعلق چند سرمایۂ حیات یادیں

•غالباً 1963-64ء میں ہیڈ ماسٹر صاحب تعلیم الاسلام ہائی سکول نے مجھے کہا! ٹی آئی کالج میں پرنسپل صاحب کی کوٹھی میں مرزافرید احمد کو بورڈ کے معیار پرآٹھویں جماعت کی تیاری کرانے جایاکریں۔تو ایک دن میں صاحبزادہ مرزافرید احمد کو پڑھا کر نکل رہا تھا کہ حضرت مرزاناصر احمد (خلیفۃ المسیح الثالثؒ) پرنسپل تعلیم الاسلام کالج سے اپنے گھر (کوٹھی) میں آرہے تھے۔صحن ہی میں آمنا سامنا ہوگیا۔آپ نے فرمایا۔مرزافرید احمد کو پڑھایاہے؟میں نے آگے بڑھ کر مصافحہ کرلیا۔یہ پہلا موقعہ تھا اُن سے ملاقات کا۔چہرے کی روحانیت اور کشش دل میں اُترگئی اور میرا دل ودماغ مسرّت وسکون سے بھر گیا۔

•1965ء میں جب آپ مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے تو ایک دن میرا بیٹا نصیر احمد(آج کل سیکرٹری مجلس کارپرداز)اور سیّد حسین احمد دونوں میرے پاس ہائی سکول میں آئےاور کہا کہ حضرت صاحب نے فرمایا ہے۔ ماسٹر احمد علی سے کہو کہ مرزاانس احمد کی بیٹی کو مڈل کا امتحان بورڈ کے معیار پر تیار کرائیں۔تومیں صاحبزادہ مرزاانس احمد کی رہائش گاہ جاکر عزیزہ کو پڑھانے جاتا رہا اسی دوران صاحبزداہ صاحب موصوف کی بیگم صاحبہ نے کہا۔ماسٹر صاحب!چھوٹی بچی نے پانچویں جماعت کا امتحان سنٹر کے تحت دینا ہے۔اسے بھی تیاری کروایاکریں چنانچہ اسے بھی سکالرشپ کے معیار کی تیاری کراتا رہا۔یوں سارے خاندان حضرت اقدس مسیح موعودؑ سے میرا غائبانہ تعارف ہوگیا۔ایک روز میرے گھر حضرت مرزاناصر احمدؒ کا خادمِ خاص لال دین صدیقی آیااور مجھے ایک چِٹ پکڑا کر ساتھ 3 سرخ نوٹ 100روپے والے تھما دیئےاور کہا حضرت صاحب نے فرمایا ہے بچی مڈل کے امتحان میں سے اچھی فرسٹ ڈویژن میں کامیاب ہوگئی ہے۔خود بھی منہ میٹھا کریں اور گھر میں بھی کروائیں۔

•حضرت مرزاطاہر احمدؒ صدر مجلس انصاراللہ تھے تو پہلا آل پاکستان طاہر کبڈی ٹورنامنٹ ہورہا تھا تو اس میں حضرت خلیفہ ثالثؒ نے صاحبزادہ مرزاطاہر احمدؒ کے پہلو میں بیٹھ کر کبڈی پر رننگ کمنٹری کرنے کا حکم مجھے دیا تو آپ کی ہدایات کے مطابق کمنٹری کرتا رہا اور آپ کی حوصلہ افزائی سے بلاجھجک پنجابی زبان اور دیہاتی لہجہ میں کمنٹری کرتا رہا جو سارے شائقین بھی پسند کرنے لگے تھے۔یہی کمنٹری آگے گھوڑدوڑ ٹورنامنٹ میں بھی کرنے کی بنیاد بنی تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے مجھے بلوا کر اپنے ساتھ کرسی پر بٹھا کر رننگ کمنٹری کرنے کا ارشاد فرمایا۔اب تو میں کھل کر کمنٹری کرنے والا بن چکا تھا۔شائقین اور گھوڑ سوار بھی کمنٹری سے محظوظ ہوتے تھے۔

خلیفۃ المسیح الرابع حضرت مرزاطاہر احمدؒ نے بھی اپنے پہلو میں بٹھا کر کمنٹری کرنے کیلئے فرمایا تھا۔ساری جماعت میں میرا یہ کمنٹری کرنا پسند کیا جاتا تھا۔ خصوصاً ربوہ میں ہر چھوٹا بڑا،مردوزن کمنٹری کو سراہتا تھا۔

بات ہورہی تھی خلفاء سے تعلق کی۔تو اب اس طرف آتا ہوں۔حضرت مرزاطاہر احمدؒ جماعت احمدیہ ادرحماں کی درخواست پر مقامی اجتماع انصاراللہ میں خطاب فرمانے کے لئے جانے لگے تو مجھے اپنے ساتھ گاڑی میں ادرحماں لے گئے اور وہاں کھانا کھاتے ہوئے بھی اپنے پہلو میں بٹھا کر کھانا کھلایا اور واپسی پر گاڑی میں اپنے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بٹھا کر ربوہ لائے۔سارا راستہ مجھ سے مصروفِ گفتگو رہے۔

•نصیر پور خورد میں میرے ماموں زاد بھائیوں کی درخواست پر مسجد کا سنگِ بنیاد رکھنے جانے لگے تو مجھے اپنے ساتھ گاڑی میں لے گئے اور وہاں میرے ماموں زاد بھائی چوہدری منظور الٰہی رانجھہ کے گھر کے صحن میں نیچے زمین پر بیٹھ کر کھانا کھاتے ہوئے اپنے پہلو میں بٹھایا تو میں نے حضرت مرزاطاہر احمدؒ کے گھٹنہ سے گھٹنہ جوڑ کر کھانا کھایا۔واپسی پر تخت ہزارہ سے چلتے ہوئے اپنے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بٹھا کر سارا راستہ علاقہ کے زمیندار سیاستدانوں کا تعارف حاصل کرتے اور گفتگو کرتے آئے۔آپ کے کندھے سے کندھا ملا کر ربوہ آپ کے گھر تک آیا۔ہاں یہ فضلِ خداوندی ہی تو ہے۔

• ایک بار گھوڑدوڑ ٹورنامنٹ ہونے والا تھا کہ محترمی بی بی امۃ الجمیل کا ایک آدمی آیااور مجھے کہا!بی بی جی آپ کو بلارہی ہیں۔میں آپ کے دولت خانہ پر حاضر ہوا تو کہا!یہ ہے ملک ہارون خان صاحب،کوٹ فتح خان ضلع اٹک سے،حضرت چوہدری فتح محمد سیالؓ کے نواسے اپنا گھوڑا ٹورنامنٹ میں شامل کرنے آئے ہیں۔ان سے آپ کا تعارف کرنے کیلئے آپ کو بلوایا ہے۔اس پایہ کے افراد میں بھی مجھے جانا پہچانا جاتا تھا۔

• حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ایک بار بہترین کمنٹری کرنے کا ایوارڈ،ایک لفافہ میں کچھ نقدی اور سند اپنے دستِ مبارک سے عطا فرمائی اور جب میں آپ کے ہاتھ سے سند پکڑنے لگا تو میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔میں نے ماسٹر صاحب کو پکڑا ہوا ہے۔جس جس گھوڑا سوار نے بدلہ لینا ہو،آجائے۔اس موقعہ پر میرے ایک عقیدت مند نے تصویر بنالی جو میرے لئے سرمایۂ حیات ہے۔جب بعد ریٹائرمنٹ وقف کی سکیم کے تحت اپنے آپ کو خدمتِ دین کیلئے وقف کیا تو حضرت مرزاطاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے خوشنودی کا اظہار فرمایااور ناظم وقفِ جدید مکرم اللہ بخش صادق کو خط لکھا۔احمد علی کو اپنے پاس دفتر بلالیں اور مجھے بذریعہ خط ارشاد فرمایا دفتر وقف جدید جاکر ناظم ارشاد وقفِ جدید سے ملیں اور جب ہم آپ سے ملاقات کرنے 1992ء میں لندن حاضر ہوئے تو میری اہلیہ ذکیہ بیگم مستورات کے ساتھ مستورات سے ملاقات کے وقت حاضر ہوئی تو تعارف کراتے ہوئے جب پہلا لفظ منہ سے بولی کہ حضور ماسٹر صاحب کی....

تو حضور نے فرمایا:۔اُن کا کیا حال ہے۔اُن کے بہت تشویشناک خط آتے رہے ہیں۔اس نے عرض کیا حضور اب صحت سے ہیں۔ تو یہ کہہ کر خوشنودی کا اظہار فرمایا۔کیا انہیں بھی ساتھ لائی ہو؟

گویا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی یادوں میں خاکسار موجود تھا اور جب میری براہِ راست آپ سے ملاقات ہوئی تو بہت محبت اور نوازش سے وقت دیا،ہر طرح کی خیروعافیت دریافت فرماتے رہے۔کیا کیا تحریر کروں خلفاء سے تعلق بارے۔

• حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کو تونویں،دسویں میں اردو پڑھانے کا موقعہ ملا تھا اور طالبعلمی کے وقت آپ سے پیار اور عزت و احترام کا جو سلوک رہا وہ آپ ہمیشہ یادرکھتے ہیں۔جب خلافت سے پہلے آپ ناظراعلیٰ صدرانجمن احمدیہ ربوہ اورامیر مقامی کی ذمہ داری بجالانے میں دفاتر میں تشریف فرماتھے تو میں جرمنی سے بچوں کو مل ملا کر واپس ربوہ پہنچا تو آپ سے ملاقات کرنے دفتر میں حاضر ہوا۔مجھ سے پہلے آپ کا ایک کلاس فیلو کرنل ڈاکٹر داؤد احمد ڈرائنگ روم میں بیٹھا تھا۔مجھے دیکھ کر گیٹ پر بیٹھے محافظ نے میری عزت افزائی کی اور اُسی وقت اندر بلا لیا اور ساتھ کرنل ڈاکٹر داؤد احمد کو بھی بلوا لیا۔

دورانِ ملاقات ڈاکٹر صاحب سے مخاطب ہوکر فرمایا۔

داؤد تمہیں یاد ہوگا ایک بار ماسٹر صاحب ہمارا ہوم ورک چیک کررہے تھےاور میری کاپی دیکھ کر کہا۔پڑھو کیا لکھا ہے؟چونکہ میں نے جلدی جلدی میں گھر سے نکلتے نکلتے لکھا تھا۔میں خود بھی نہ پڑھ سکا۔تو ماسٹر صاحب نے کہا ہاتھ نکالو۔جب میں نے اپنی ہتھیلی آگے کی تو ماسٹر صاحب نے مارنے کیلئے اٹھائی ہوئی سوٹی نیچے کرکے کہا تھا اتنی خوبصورت انگلیوں پر مارنے کو میرا دل نہیں چاہتا۔میں نے عرض کیا آج چھوڑدیں آئندہ صاف کرکے لکھا کروں گا تو آپ نے چھوڑدیا تھا۔اس کے بعد ہمیشہ اردو کا ہوم ورک صاف لکھ کرلاتا تو ماسٹر صاحب بعض الفاظ اپنے ہاتھ سے حاشیہ میں لکھ کر کہتے دیکھ کر مشق کرو۔یوں مشق کروایاکرتے کہ میری لکھائی خوشخط اور صاف ہوگئی ہے اور آج سوائے مرزاغلام احمد صاحب کے خاندان کے دیگر سب سے میرا خط اچھا ہے۔میں تو یہ سن کر خوشی سے جھوم ہی اٹھا اور ایک تحفہ جو آپ کو پیش کرنے کیلئے ساتھ لے گیا تھا آپ کی میز پر رکھ کر اجازت لے کر اٹھ آیا۔

• اسی طرح انگلینڈ میں جب ہم دونوں آپ سے ملاقات کرنے حاضر ہوئے تو بہت سے ملاقاتی انتظار میں ہم سے پہلے بیٹھے تھے۔پرائیویٹ سیکرٹری عزیزم منیر احمد جاوید نے ہمارے حاضر ہونے کی آپ کو اطلاع کردی تو اسی وقت آپ نے ہمیں بلوالیااور مصافحہ کرنے کے بعد میں آپ سے بغل گیر ہوگیااور عرض کیا حضور!میں نے تو یوں برکت حاصل کرنی ہے۔

فرمایا:۔آپ کا حق ہے جس طرح پسند کریں اور آپ نے کندھا جھکا کر میری اہلیہ ذکیہ بیگم سے السلام علیکم کیا تو اس نے آپ کو پیار دیا۔

• آپ جب یہاں کینیڈا تشریف لائے تو ملاقات کا پروگرام تھا لیکن مجھے میرے بیٹے نے یہ کہہ کر روک دیا کہ آپ تو حضور انور کو اور حضور انور آپ کو جانتے ہی ہیں ملاقاتی زیادہ ہیں کسی ایسے فرد کو موقع دیں جس نے پہلی بار حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو ملنا ہے تو میں رُک گیا۔

نمازوں وغیرہ میں یا کسی اجتماعی تقریب میں حضور انور ایدہ اللہ نے مجھے دیکھ لیا اس کے بعد آپ کے لندن واپس چلے جانے کے بعد جب میرے بیٹے ڈاکٹر حفیظ الرحمٰن نے آپ سے ملاقات کی تو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے کیسے عمدہ طور پر شکوہ فرمایا۔ماسٹر صاحب کینیڈا میں تھے مگر ملے نہیں!کیا محبت اور پیار کا اظہار ہے۔جب اپنی جانب دیکھتا ہوں میں کیا اور میری حیثیت کیا!تو مسرّت اور شکرانے سے سینہ بھر جاتا ہےاور سر افضال وانعاماتِ خداوندی کے آگے جھک جاتا ہے۔الحمدللہ علیٰ ذٰلك

DAILY ALFAZL LONDON
(Online Edition)
ANDROID APP ON Google Play
web: www.alfazlonline.org Twitter: @alfazlonline
Email: info@alfazlonline.org WhatsApp No. 00447493785065 00447951614020
اپنے مضامین،آرٹیکلز،نظمیں اور آراء ان میں سے ایک پر بھجوائیں

آسن زون Assin Zone، گھانا کا پہلا جلسہ سالانہ 2019ء

مورخہ 30 نومبر 2019 کوسنٹرل ریجن گھانا کے آسن زون کو اپنا پہلا جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ یہ جلسہ آسن بریکو نامی قصبہ میں منعقد کیا گیا جو اس زون کا ہیڈ کوارٹر بھی ہے۔ تاریخ احمدیت کے مطابق حضرت مولانا عبد الرحیم نیرؓ پہلے مبلغ احمدیت مارچ 1921ء میں اپنے تبلیغی دوروں کے سلسلہ میں اس قصبہ میں بھی تشریف لائے تھے۔ گزشتہ سال اس علاقہ میں موجود 25 جماعتوں کا انتظامی لحاظ سے علیحدہ زون بنایا گیا تھا۔پہلے زونل جلسہ کے انعقاد کے لیے محترم امیر و مبلغ انچارج گھانا سے منظوری لی گئی ۔ اور جلسہ کا Theme ’’اسلام احمدیت کی فتح اور ہماری ذمہ داریاں‘‘رکھا گیا۔

جلسہ کا آغاز نماز تہجد سے ہوا اور باقاعدہ افتتاح 10 دس بجے تلاوت قران کریم سے ہوا اس کے بعد ۔ عربی قصیدہ یا عین فیض اللہ والعرفانمع انگریزی ترجمہ پیش کیا گیا۔

جلسہ کی صدارت محترم الحاج عبدالوھاب عیسیٰ نائب امیر دوم گھانا نے کی۔ جنہوں نے اپنی تقریر میں احباب جماعت کو توجہ دلائی کہ وہ اس سارے علاقہ میں احمدیت کی تعلیمات کا اچھا نمونہ پیش کریں تبلیغ پر زور دیں ، اپنے عملی نمونہ سے جماعت احمدیہ کے پیغام کو پھیلائیں ۔ نظامِ جماعت کی بھرپور اطاعت کریں، حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات باقاعدہ سنیں اور پنجوقتہ نمازوں کی ادائیگی میں سستی نہ ہونے دیں نیز۔ اپنی اولاد کی اچھی تربیت کرکے انہیں احمدیت کے لئے مستقبل کا مفید وجود بنائیں۔

اس علاقہ کے زونل مبلغ حافظ عبدالناصر بھٹی نے جلسہ کے عنوان پر تقریر کی اور سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے اقتباسات کی روشنی میں آپ کے مقصدِ بعثت کو بیان کیا ۔

اس بابرکت تقریب میں مقامی زبان فینٹی میں حمدیہ اور نعتیہ منظومات بھی پڑھی گئیں ۔ جلسہ میں اس علاقے کے District chief executive نے بھی شرکت کی ۔یہ جلسہ ساڑھے تین بجے اختتام پزیر ہوا۔جس کا مجموعی دورانیہ چار گھنٹے سے زائد رہا۔

جلسہ کے اختتام پر حاضرین کو ظہرانہ پیش گیا۔جلسہ کی کل حاضری 500 سے زائد رہی۔

اللہ تعالی سے دعا کے وہ اس پہلے سالانہ زونل جلسہ کے مثبت ثمرات ظاہر فرمائے اور ہر لحاظ سے اسے بابرکت کرے۔ آمین

(رپورٹ احمد طاہر مرزا۔گھانا)

حُبُّ الوَطَنِ مِنَ الْاِیْمَان
تقاریب نیشنل ڈے برکینا فاسو

برکینا فاسو ،مغربی افریقہ کا ایک فرانکو فون ملک ہے جس کی حکومتی اور دفتری زبان فرنچ ہے اس کا پہلا نام ریپبلک آف اپر وولٹاتھا جو کہ 1984ءمیں تبدیل کر کے برکینا فاسو رکھا گیا ۔یہ ریپبلک آف اپر وولٹا۔11 دسمبر 1958 ءمیں فرانسیسی کالونیوں میں سےایک خود مختارفرنچ کالونی بنا اور پھر 1960 ءمیں اس نےآزادی حاصل کی ۔اس کے ہمسایہ ممالک میں مشرقی جانب نائیجر،مغرب اور شمال میں مالی اور جنوب میں بینن،ٹوگو،گھانااور آئیوری کوسٹ شامل ہیں۔

یہاں دسمبر کا پورا مہینہ ہی جشن رہتا ہے شروع میں قومی دن کی تقریبات اور جشن پھر کرسمس اور پھر نیا سال اس ماہ دسمبر کو جگ مگ جگ مگ کئے رکھتا ہے ۔ہر سال کی طرح اس سال بھی 11دسمبر کو جماعت احمدیہ برکینافاسو نےقومی دن بھر پور طریقہ سے منایا ۔جامعۃ المبشرین برکینا فاسو میں اس دن کی تقریبات کا آغاز صبح سویرے ہی ہو گیا پہلے طلباء جامعہ نے ملکی جھنڈا اور لوائے احمدیت اٹھا کر جامعہ کے بالکل باہر اہم شاہراہ پر جو کہ برکینا فاسو کو گھانا سے ملاتی ہے اورارد گرد کی آبادیوں میں فوجی مارچ کیا جھنڈوں کے علاوہ طلباء کے مختلف دستوں نے جماعت احمدیہ کا نام اور حب الوطنی کے موضوع پر بڑے بڑے بینرز بھی اٹھا رکھے تھے ،جہاں بڑی آبادی آتی وہاں رک کر طلباء قومی ترانہ پڑھتے اور مارچ جاری رہتا اس فوجی مارچ کے اختتام پر جامعہ میں موقعہ کی مناسبت سے ایک تقریب کا انعقاد بھی کیا گیا تھا جس میں حکومتی نمائندوں میئر اور کمشنر کو مدعو کیا گیا تھا ۔

تقریب کا آغاز پرچم کشائی سے کیا گیا جس میں قومی جھنڈا نمائندہ کمشنر ودراؤگو حسین اور لوائے احمدیت مکرم حافظ منظور احمد نمائندہ امیر صاحب برکینا فاسو نے لہرایا اس کے ساتھ طلباء نے قومی ترانہ اور نعرہ ہائے تکبیر اور نعرہ احمدیت بلند کئے ۔اس کے بعد باقاعدہ تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور کلام حضرت مسیح موعودؑ معہ فرنچ ترجمہ سے کیا گیا اس کے بعد ایک زیر تبلیغ دوست مکرم ودراؤگوعثمان جو کہ حکومتی ٹیچر ہیں کو برکینا فاسوکی تاریخ پر لیکچر دینے کے لیے مدعو کیا گیا تھا لیکچر کے اختتام پر طلباء کے سوالات کے جواب دیئے گئےاور اس کے بعد نمائندہ امیر صاحب نے حب الوطنی کے موضوع پر اظہار خیال کیا اس کے بعدجناب کمشنر کے نمائندہ نے اپنے خطاب میں جماعت کے اس اقدام کوسراہا اور اسے وقت کی ضرورت قراردیا اور اسلام کا یہ پیغام اور یہ طریقہ بہت پسند کیا اور آئندہ بھی شامل ہونے کی تمنا ظاہر کی اور جماعت کو یہ طریقہ جاری رکھنے کا کہا۔دعا سے قبل لیکچرار کو حضرت خلیفہ المسیح الرابعؒ کی کتاب اسلام اورعصر حاضر کے مسائل اور ان کا حل کا فرنچ ترجمہ پیش کیا گیا اور اسی طرح نمائندہ کمشنر کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی کتاب عالمی بحران اور امن کی راہ کا فرنچ ترجمہ بطور تحفہ پیش کیا گیا اس کے بعد اس تقریب کا اختتام ہوا۔

اسی سلسلہ میں حکومتی سطح پر اس دن کو منانے کے لیے ہر سال ایک ریجن کا انتخاب ہوتا ہے اس مرتبہ حکومتی تقریبات ٹینکو ڈوگوریجن میں منعقد کی گئیں ۔یہاں بھی جماعت نے اللہ کے فضل سے دو بڑے سٹال خریدے اور اس میں کتب اور جماعتی لٹریچر کی نمائش منعقد کی جو کہ 4دسمبر سے شروع ہوئی اور 12 دسمبر تک جاری رہی وہ تمام مہمانان جو کہ اس حکومتی تقریبات کو دیکھنے کے لئے گئے ان کے لئے جماعتی پیغام پہنچانے اور تبلیغ کے لیے یہ سٹال موجود تھا ۔جس کے باہر حضرت مسیح موعودؑ کی ایک بڑی اور نمایاں تصویر رکھی گئی تھی ۔ایک حصہ میں جماعتی کتب اور لٹریچر اور برکینا فاسو میں جماعت کی خدمات اور احمدیہ مشن کی معلومات کےساتھ ساتھ اسلام امن کا مذہب اور ہر قسم کی دہشت گردی کے خلاف ہے،کے موضوع پر ارشادات آویزاں کئے گئے تھے اور دوسرے حصہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا تعارف اور دنیا میں قیام امن کی کوششوں پر مبنی خدمات اور کتاب عالمی بحران اور امن کی راہ کا فرنچ ترجمہ کے ساتھ مختلف ایوانوں اور پارلیمنٹ میں دورہ جات کی تصاویر اور معلومات اور حضور انور کی طرف سے مختلف سربراہان کو لکھے گئے خطوط کی بڑے سائز میں پرنٹ کر کے آویزاں کیا گیا تھا ۔ تاثرات میں ایک بڑی تعداد کے لوگوں نے کہا کہ اسلام کی یہ تعلیم اور پیغام بھی خوبصورت ہے اور جماعت احمدیہ جو کہ اس پیغام کو پیش کر رہی ہے وہ بھی صرف اسی کا ہی کام ہے ۔اس سٹال پر حکومتی نمائندہ جناب ڈپٹی یعقوب جو کہ جماعت کو جاننے والوں میں سے ہیں اپنے ہمراہ حکومتی وفد لے کر آئے اور خود ان کو تعارف بھی کرواتے رہےاسی طرح اس ریجن کے بڑے ریجنل چرچ کےجناب پاسٹر بھی بغور معائنہ کرتے رہے اور کہا کہ واقعی اسلام کا دین امن کاہی درس دیتا ہے اور شدت پسندی کے خلاف ہے ۔الحمدللہ لوگوں نے اس جماعتی سٹال میں بڑی دلچسپی ظاہر کی اور یوں یہ بھی ایک تبلیغ کا بڑا ذریعہ ثابت ہوا۔

لجنہ اماءاللہ سُرینام کی مساعی

لئیق احمد مشتاق، سُرینام۔ جنوبی امریکہ

خدا تعالیٰ کے فضل سے امسال لجنہ اماءاللہ سرینام کو مختلف مساعی میں حصہ لینے کی توفیق ملی۔دسمبر 2019ءکے پہلے ہفتے میں منعقد ہونے والے اجلاس عام میں بچوں کے کسی ادارے میں کھانے اور اشیائے خورونوش کی فراہمی کا فیصلہ کیا گیا۔ اس مقصد کے لئے (Opvangscentrum Matoekoe) نامی ادارے کا انتخاب کیا گیا۔یہ معروف ادارہ ذہنی اور جسمانی طور پر معذوربچوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام کرتا ہے۔اور یہاں ہوسٹل کی سہولت بھی موجود ہے جس میں اس وقت 20 سے زائد مختلف عمروں کے بچے اور بڑے قیام پذیر ہیں۔اس ادارے کی انتظامیہ سے رابطہ کیا گیا اور انہوں نے مورخہ 22دسمبر کو آنے کا کہا۔اس عرصہ میں لجنہ ممبرات نے کپڑے اور دیگر اشیاء مسجد بجھوائیں۔ مورخہ 22دسمبر کی صبح لجنہ ممبرات نے مسجد کے کچن میں بچوں کے لئے کھانا تیار کیا اور صدر صاحبہ لجنہ کی قیادت میں ایک وفد دوپہر12 بجے اس مرکز میں پہنچا۔اتوار کی چھٹی کے باوجودادارے کی ڈائریکٹر (Mrs Eugenia Mannsur) یُوخینا منصور خود وہاں موجود تھیں اور انہوں نے وفد کا استقبال کیا۔ انہیں جماعت اور لجنہ اما اللہ کی تنظیم کا تعارف کروایا گیا۔ اور بچوں کے لئے دوپہر کا کھانا ، جوس، چاکلیٹ، کپڑے، اشیائے خورونوش اور روزمرہ ضرورت کی کچھ اشیاءپیش کی گئیں۔ موصوفہ نے لجنہ ممبرات کے جذبے کو سراہا اور شکریہ کے ساتھ یہ تحائف قبول کئے۔

خداتعالیٰ کے فضل سے مورخہ 23 دسمبر کو ملک کے کثیر الاشاعت روزنامہ’’داخ بلاد سرینام‘‘(Dagblad SURINAME) نے اپنے مرکزی رنگین صفحے پر اس خبر کو شائع کیا۔جس میں جماعت احمدیہ کی ذیلی تنظیم لجنہ اماءاللہ کی مختصرتاریخ اور مقاصدکا ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ بچوں کے مرکز میں دیئے جانے والے تحائف کو خوب سراہا۔ اور اسے خدمت خلق کے میدان میں مثبت قدم قرار دیا۔یوں مولاکریم کے فضل و احسان سے ہزروں افراد تک جماعتی تنظیم کی اس مساعی کی خبر پہنچی۔الحمد للہ علیٰ ذلک

تمام قارئین کی خدمت میں جماعت سرینام کے نفوس و اموال میں برکت کے لئے دعا کی درخواست ہے۔